جو چپ رہے گی زبانِ خنجر......

مولانا محمد ازہر

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کی آواز کسی خنجر یا تلوار کی کاٹ سے کم نہیں، بلکہ زبان کے لگائے ہوئے زخم تلوار کے زخموں سے زیادہ تکلیف دہ اور مہلک ہوتے ہیں، راولپنڈی کا سانحۂ خونچکاں دہشت گردی کا بدترین سانحہ تھا، جسے الیکٹرانک میڈیا نے ''دو گروہوں کے درمیان تصادم'' اور ''فرقہ وارانہ فساد'' کا نام دے کر بدترین خیانت اور جانبداری کا مظاہرہ کیا ہے، سانحہ کی جو تفصیلات سامنے آئی ہیں، اس کے بعد دل کے اندھوں کے سوا کسی کو یہ شبہ نہیں رہا کہ جامع مسجد اور دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی پر دہشت گردوں کا حملہ ایک طے شدہ منصوبہ اور سوچی سمجھی سازش کے تحت کیا گیا ہے، جس میں انتظامیہ اور پولیس میں شامل بعض عناصر برابر کے شریک ہیں، دہشت گردی کے اس سانحہ میں بعض سرکاری اداروں اور پولیس اہلکاروں کے ملوث ہونے کے دلائل وشواہد اس قدر زیادہ ہیں کہ غیر ملکی میڈیا بھی پردہ پوشی نہیں کرسکا، بی بی سی کی رپورٹ کے مطابق راولپنڈی کی اعلیٰ انتظامیہ، وزیر اعلیٰ اور بعض وزراء اس بات پر شدید تشویش کا شکار ہیں کہ اس سانحے میں بعض پولیس اہلکار سرکاری فرائض ادا کرنے کی بجائے اپنے مسلکی مفادات کے تحت تشدد کو بڑھاوا دیتے رہے، بی بی سی کے مطابق پاکستان میں فرقہ واریت کا زہر سیاسی اور سرکاری اداروں میں سرایت کر جانے کے خدشات طویل عرصہ سے ظاہر کئے جا رہے ہیں، لیکن غالباً یہ پہلا موقع ہے کہ اس بڑے پیمانے پر فرقہ وارانہ جھگڑے (دہشت گردی) میں ریاستی مشینری کے بعض پرزوں کے ملوث ہونے کے شواہد سامنے آئے ہیں۔

دارالعلوم تعلیم القرآن کی جامع مسجد میں ہزاروں نمازی جمعہ کے دن نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے راولپنڈی کی مختلف اطراف سے آتے ہیں، یہ روایت شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ کے دور سے قائم ہے، عاشورہ کا جلوس بھی اسی راستے سے گزرتا ہے، ممتاز دانشور اور کالم نگار اوریا مقبول جان کے بقول محرم کے جلوسوں کے یہ روٹ انگریز ڈپٹی کمشنروں نے برطانوی حکمرانوں کی ہدایت کے مطابق شیعوں اور سنیوں میں فساد کے امکانات کے لئے ڈیزائن کئے تھے، لیکن

ہمارے فرقہ پرست انہیں کربلا کی طرح مقدس سمجھتے ہیں، ہر سال ان روٹس کی وجہ سے فسادات ہوتے ہیں، لیکن انتظامیہ کو یہ جرات نہیں ہوتی کہ وہ انگریزوں کی کھینچی ہوئی ان لکیروں کو بدل کر ان جلوسوں کے لئے کوئی محفوظ راستے طے کردے۔

اگر انتظامیہ میں شامل فرقہ پرست عناصر دہشت گردی کے اس واقعے میں ملوث نہیں تو انتظامیہ کی اولین ذمہ داری یہ تھی کہ وہ اس امر کو یقینی بناتی کہ جلوس کے شرکاء عین نماز جمعہ کے وقت مسجد کے قریب نہ ہوں، سوال یہ ہے کہ عین جمعہ کے وقت یہ جلوس وہاں کیوں پہنچا اور کیوں ٹھہر گیا؟ دہشت گردوں نے پولیس سے رائفلیں کیسے چھین لیں؟ انجمن تاجران راولپنڈی کے صدر نے پریس کانفرنس کرتے ہوئے واضح طور پر کہا ہے کہ عاشورہ کے جلوس میں شریک دہشت گردوں نے مسجد اور مارکیٹ کو آگ لگائی۔

اس وقت دینی حلقوں میں کارکنوں کی زبان پر یہ مطالبہ ہے کہ دس محرم الحرام کو اہل سنت کو بھی بازاروں، چوراہوں اور کھلی جگہوں پر ذکر حسینؓ اور اہل بیتؓ کی مجالس منعقد کرنے کی اجازت دی جائے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت اظہار پر کسی فرقہ کی اجارہ داری نہیں ہے، اگر جارح فریق کو امن وامان کے تقاضوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے دس محرم الحرام کو کھلی چھٹی ہے کہ وہ جہاں چاہے جلوس نکالے اور مجالس تبرئی برپا کرے تو ملک کی عظیم اکثریت کو بھی اجازت دی جائے کہ وہ اپنے اکابر صحابہؓ اور اہل بیتؓ کے مناقب جہاں چاہے بیان کرے، اگر ماتمی جلوسوں اور مجلسوں میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر پابندی نہیں ہے تو صرف مساجد میں لاؤڈ اسپیکر پر پابندی کیوں؟ ہماری دانست میں ماتمی جلوسوں کو چار دیواری تک محدود کرنے کے مطالبہ کی بجائے ہمیں بھی محرم میں مناقب صحابہ واہل بیتؓ کی زیادہ سے زیادہ مجالس اور پروگراموں کا انعقاد کر کے ان مجالس اور پروگراموں کے لئے بھی سیکورٹی فراہم کرنے کا مطالبہ کرنا چاہئے، اگر یہ مطالبہ درست نہیں تو جارح فریق کو بھی ہر جگہ دندنانے، جذبات بھڑکانے اور آگ لگانے سے روکا جائے۔

☆......☆......☆

تدریس کے بارے میں ایک اصول

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے اپنے ایک انٹرویو میں طریقہ تعلیم وتدریس کے بارے میں فرمایا:

’’قدیم زمانہ کے حضرات اساتذہ، ایجاز واختصار کے ساتھ نفس مطلب، عبارت پر منطبق کر کے دلوں میں ایسا ڈال دیتے تھے کہ کتاب ذہن نشین ہو جاتی تھی اور جب طالب علم نے کتاب دیکھی، مطلب سامنے آ گیا، اب لوگ لمبی لمبی تقریریں کرتے ہیں جن سے استعداد خراب ہو رہی ہے...... وہ جو قلبی کیفیت ہے، وہ شامل نہیں ہوتی......‘‘